Fikr-o-Nasar (Islamabad) 21:11 (1984)

جزائر مالدیپ پر ایک نظر

قاری محمد یونس

مجمع الجزائر مالدیپ بحرھند سری لنکا کے جنوب مغربی ساحل سے تقریباً چار سو (۴۰۰) میل کے فاصلے پر سات (۷) درجہ جنوب ۔ مغرب میں واقع ہے یہ ایک ننھی سی آزاد ریاست ہے جو تہذیب نو کے فتنہ پرور جھمیلوں سے دور، صدیوں سے اپنی رعنائیوں کو سمیٹے ہوئے الگ تھلگ گوشہ امن میں آباد ہے ۔

مالدیپ کے جزیروں کی تعداد کا اندازہ ابھی تک نہیں لگایا جا سکا کیونکہ امتداد زمانہ ، اور مدوجزر اور مون سون کے تھپیڑوں سے بہت سے جزیرے زیر آب آ جاتے ہیں اور پانی اتر جانے کے بعد پھر نمودار ہو جاتے ہیں ۔ ایک اندازے کے مطابق چھوٹے بڑے بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) جزیرے بتائے جاتے ہیں مارکو پولو نے بھی بارہ ہزار جزیروں کا ذکر کیا ہے ۔ مگر ایک اور محتاط اندازے کے مطابق ان جزیروں کی تعداد ایک ہزار دو سو تہتر (۱۲۷۳) کے لگ بھگ ہے ان میں سے دو سو انیس (۲۱۹) کے قریب ایسے جزیرے ہیں جن میں لوگ سکونت رکھتے ہیں ۔ جغرافیائی اعتبار سے بعض جزیرے ایک دوسرے کے اتنے قریب ہیں کہ سہولت کیلئے وہ ایک ہی وحدت شمار ہوتے ہیں . گویا وہ ایک دوسرے سے پیوست ہیں اور ایک ہی سرزمین کے حصے ہیں ۔ مقامی زبان میں ہر گروہ کو اٹول (اتولھا) کہا جاتا ہے ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق یہ اٹول تعداد میں تیرہ (۱۳) ہیں ۔ ابن بطوطہ نے اٹول کو اقلیم کے لفظ سے یاد کیا ہے ، آجکل طبعی طور پر انیس (۱۹) اٹول ہیں ، مگر انتظامی امور کیلئے تیرہ (۱۳) ہی ہیں اور ہر اٹول (اقلیم) کا جدا جدا والی (جسے مقامی زبان میں کردویی کہتے ہیں) ہوتا ہے ۔

یہ جزیرے ایک دوسرے کے بہت قریب ھیں اور ان کا درمیانی فاصلہ میل دو میل سے زیادہ نہیں ھے ، کسی جزیرے کا رقبہ ۵ مربع میل سے متجاوز نہیں ، اور ان تمام جزائر کا مجموعی رقبہ ایک سو پندرہ (۱۱۵) مربع میل ھے ۔

اپنی وسعت کے اعتبار سے یہ جزیرے ۰۹> شمال عرض بلد سے ۳۵. جنوبی عرض بلد تک اور ۳۰ . ۲> سے ۳۸ . ۳> شرقی طول بلد تک پھیلے ھوئے ھیں یہ جزیرے بلند و بالا پہاڑوں سے معری ھیں ۔ عام طور پر سطح سمندر سے دس فٹ سے زیادہ بلند نہیں البتہ ایک جزیرے ولنگلی میں ایک جگہ اسی (۸۰) فٹ بلندی پر ھے ۔

ساخت کے اعتبار سے یہ جزیرے مرجانی کہلاتے ھیں ۔ ڈارون کے نظریے کے مطابق ھزاروں برس پہلے یہ جزیرے برکانی (یعنی آتش فشاں جزیرے) تھے جو آھستہ آھستہ سمندر کی تہہ میں دھنستے رھے ۔ ایسے جزیرے صرف گرم پانی کے استوائی خطے میں پائے جاتے ھیں ، جہاں سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا رھتا ھے ۔ بحرالکاھل میں بھی خط استوا کے ساتھ ساتھ ایسے کئی جزیرے موجود ھیں ۔ جوں جوں یہ برکانی جزیرے نیچے دھنستے رھے اسی رفتار سے ان جزیروں کے بیرونی کنارے (یعنی شعاب مرجانیہ) اوپر کو ابھرتے رھے ۔ اس کے بعد گھونگوں اور مونگوں نے جزیروں کے ساحل کے ساتھ ساتھ اپنے گھروندے بنالئیے ۔ یہی گھروندے اپنی مدت گذارنے کے بعد جب مضمحل اور بوسیدہ ھو گئے تو ریزہ ریزہ ھو کر سمندر میں گرنے لگے جنھیں صدیوں سے سمندر کی لہریں اٹھا اٹھا کر ان جزیروں کی سطح پر پھنکتی رھیں ۔ مرجان ولؤلؤ کے یہ باریک ریزے ریت کے ذروں کی طرح جزیروں کی سطح ارض پر پھیلتے رھے ، اور اب یوں لگتا ھے کہ جزیروں کی سطح پر سفید رنگ کی چمکیلی اور باریک ریت ھر طرف بچھی ھوئی ھے جو کبھی کبھی ھوا کے جھونکوں سے ادھر ادھر اڑتی پھرتی ھے ۔ اس سفید ریت کی تہہ کہیں دو دو فٹ اور کہیں تین تین فٹ گہری ھے ۔

ساحل کے ساتھ ساتھ پانی کے نیچے نوکیلی چٹانیں بکثرت پائی جاتی ھیں جو پاؤں کو زخمی کر دیتی ھیں اس لئے پانی میں چلنا دشوار ھوتا ھے جزیروں کے آس پاس سمندر کے گہرے نیلے اور شفاف پانی میں رنگ برنگ کی

چھوٹی بڑی مچھلیاں تیرتی پھرتی ھیں ـ ناریل کے گھنے درخت بھی جو پانی کی طرف جھکے ھوئے ھیں ایک دلفریب منظر پیش کرتے ھیں ـ

جزائر مالدیپ کی آب و ہوا گرم مرطوب ھے ـ اس کا اوسط درجہ حرارت اسی (۸۰) درجہ فارن ھائیٹ کے لگ بھگ رھتا ھے اور فضا میں نمی کا تناسب اسی (۸۰) سے ایک سو (۱۰۰) فیصد رھتا ھے ـ

سال میں دو بار بارشوں کا زور ھوتا ھے ـ جون سے اگست، اور پھر دسمبر سے مارچ تک ـ سال بھر میں اوسطاً ایک سو (۱۰۰) سے ایک سو پچاس (۱۵۰) انچ بارش ھوتی ھے ـ

نباتی پیداوار

رستوائی گرم مرطوب خطوں کے تمام پودے یہاں بکثرت پائے جاتے ھیں ـ گھرے سبز رنگ کی جھاڑیاں، جڑی بوٹیاں، پھل دار درخت اور طرح طرح کی خود رو گھاس زمین کو ڈھانپے رکھتی ھے ـ

ملیریا عام ھے اور ھر نیا آنیوالا اس کا شکار ھو جاتا ھے ـ سرما کی بارشوں میں ایسی نوعیت کے جراثیم پیدا ھوتے ھیں جو انگلیوں کے درمیان زخم پیدا کر دیتے ھیں ـ اور بعد میں پھنسیوں کی شکل اختیار کر کے سخت تکلیف کا باعث بن جاتے ھیں ۔ بیری بیری (bari — beri) کا مرض بھی عام ھے ـ

مالدیپ میں پھل بکثرت پیدا ھوتے ھیں مثلاً ، انار ـ سنگترہ ـ لیموں ـ کیلے ـ ناریل (رول) انناس، تمرھندی (املی) ، ان کے علاوہ ارنڈ کا درخت عام ھے ـ ناریل کا پھل چھوٹا ھوتا ھے اور سنگترے کے حجم سے بڑا نہیں ھوتا ـ نیرنگی قدرت ملاحظہ ھو کہ ھر اٹول کی پیداوار دوسرے اٹول سے مختلف ھوتی ھے ـ جو پودے ایک اٹول میں اگتے ھیں وہ دوسری جگہ عام طور سے نظر نہیں آتے ـ گویا ھر اٹول کو دوسرے اٹول کی ضرورت پڑتی رھتی ھے ـ صنعت و حرفت کا بھی یہی حال ھے ـ ایک اٹول میں جولاھے کام کرتے ھیں ، دوسرے میں لوھار ـ تیسرے میں سنار ـ اسی طرح چٹائی بننے کا کام کسی اور اٹول میں ھو گا ، کمھار کسی اور اٹول میں آباد ھونگے ـ یہ سلسلہ تقریباً ابتک جاری ھے ـ چنانچہ فلیذھو اٹول دو جزیروں میں سنار ھی بستے نہیں ـ

سبزی ترکاری عام بوئی جاتی ھے ـ آلو ـ بیگن ـ سرخ مرچ ـ اروی اور

کچالو وغیرہ کثرت سے ملتے ہیں ۔ چھالیا کے پودے بھی عام ہیں ۔ گندم ۔ باجرا اور کنگنی (اورا) کی کاشت کی جاتی ہے مگر چاول جو یہاں کے لوگوں کی غذا ہے پیدا نہیں ہوتا ۔ چاول درآمد کیا جاتا ہے ۔ کاشتکاری صرف جنوب کے اٹول سوید میں ہوتی ہے ۔

کشتی بانی ایک اہم ذریعہ روزگار

بعض کاریگر اپنی کشتی میں حزنے کا سامان لاد کر مختلف جگہوں میں چل پھر کر روزی کماتے ہیں ۔ اسی کشتی میں کھاتے پیتے ہیں ۔ اسی میں سوتے ہیں اور ان کے بچے بھی اسی صنعت میں مہارت حاصل کر کے گشتی دکان بنا کر ایک اٹول سے دوسرے اٹول تک گھومتے پھرتے ہیں ۔

حیوانیات

جہاں تک جانوروں اور پرندوں کا تعلق ہے ، یہاں کبوتر (سفید اور سیاہ) بطخ ۔ کوے ۔ مرغ ۔ چمگادڑ ۔ کچھوے ۔ سانپ ۔ بلیاں ۔ نیولے ۔ مچھر ۔ چوہے چھپکلی پائے جاتے اور ہر گلی اور ہر مکان پر چیونٹیاں اس کثرت سے پیدا ہوتی ہیں کہ لوگوں کو اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے ۔

یہاں بار برداری کا جانور نہیں ملتا ۔ نقل و حمل کیلئے یہ لوگ کشتیوں کو استعمال کرتے ہیں ۔ اب دھیرے دھیرے موٹر گاڑیاں استعمال ہو رہی ہیں ۔ گائے اور بیل صرف مالے (MALE) میں نظر آتے ہیں ۔ البتہ بھیڑ بکریاں ادھر ادھر پھرتی نظر آتی ہیں ۔ کتے کا وجود ان جزائر میں بہت نادر ہے ۔ یہ لوگ کتے کو نجس جانتے ہیں ۔ اگر کسی کو کتا چھولے تو اس پر نہانا لازم ہوتا ہے ۔ عمارتی لکڑی کیلئے کنڈو کا درخت استعمال کیا جاتا ہے بلکہ کشتیوں کیلئے یہ لکڑی زیادہ مفید ہے ۔ یہ کاک کی طرح ہلکی ہوتی ہے اور مضبوط بھی ہوتی ہے

آبادی

اس وقت مالدیپ کی مجموعی آبادی ایک لاکھ ترسیٹھ ہزار (۱۶۳۰۰۰) نفوس پر مشتمل ہے ۔ مرد اور عورتیں باون (۵۲) اور اڑتالیس (۴۸) کی نسبت سے ہیں ۔ فی مربع میل آبادی ایک ہزار تین سو سولہ (۱،۳۱۶) نفوس ہے ۔ دس فیصد سے کچھ اوپر لوگ مالے میں رہتے ہیں اور صدیوں سے مالدیپ

کی آبادی باقی دنیا کی آبادی کی نسبت دھیمی رفتار سے بڑھتی رھی ۔ البتہ پچھلے پچاس (۵۰) سال سے آبادی میں تیزی سے اضافه ھوا ھے اور ۱۸۸۰ ء کی نسبت اب آبادی دگنی ھو چکی ھے ۔

لباس

مالدیپ کے لوگوں کا لباس بالعموم ساده ھے چونکه زیاده تر مچھیرے اور ماھی گیر ھیں اس لئے لنگوٹی پہنتے ھیں ۔ یا زیاده سے زیاده گھٹنوں تک چوڑی دھوتی باندھتے ھیں ۔ اسپر آدھی ران تک نیلے یا سرخ رنگ کا ایک اور کپڑا باندھ لیتے ھیں ۔ پڑھے لکھے لوگ پاجامه (ھرو والو) پہنتے ھیں ۔ سر پر رومال (روما) ڈال لیتے ھیں ۔ کمر بند پہننا اچھا سمجھتے ھیں ۔ کمر بند کے بائیں پہلو میں پان رکھتے ھیں اور دائیں پہلو میں چاقو ۔ کبھی کبھی زنجیر کے ساتھ بندھا ھوا چاندی کا خلال بھی رکھتے ھیں ۔ جمعه کے دن فیشن کے طور پر دگو لباس یعنی لمباچغه) بھی پہن لیتے ھیں ۔ پگڑی (فوگودی) صرف سلطان یا اس کے خانوادے کے لوگ باندھتے ھیں ۔ جوتے کا استعمال کم ھے ۔ اب کوٹ پتلون بھی پہننے لگے ھیں ۔ عورتیں عموماً ننگے سر پھرتی ھیں ۔ ابن بطوطه کے زمانے تک عورتیں لنکا اور دیگر علاقے کی عورتوں کی طرح نیم عریاں گھومتی پھرتی تھیں ۔ ابن بطوطه نے قاضی بن جانے کے بعد عورتوں کی نیم برھنگی کو ترک کرنے کیلئے کچھ اقدام کیے ۔ اگرچه عورتیں باھر کم نکلتی ھیں ۔ لیکن لباس اور آراستگی پر کافی دھیان دیتی ھیں ۔ ریشم یا روئی کی واسکٹ پہنتی ھیں ۔ اور « ثفثا » کے لباس کندھوں سے پاؤں تک اوڑھتی ھیں ۔ نیلے کپڑے کی چادر سے جس کا حاشیه عموماً سفید ھوتا ھے گھونگٹ ڈالتی ھیں ۔ پاؤں کے تلوؤں کو حنا سے سرخ رنگنا فیشن خیال کرتی ھیں ۔ مگر اب نئے لباس مقبول ھو گئے ھیں مغرب سے نئے سامان آرائش آگئے اور طور طریقے بدل گئے ۔ ناریل کے تیل میں چمپا ، چمبیلی اور عنبر کی خوشبوئیں خواب ھو گئیں ، لیکن عورتیں اپنے بالوں کی خوب حفاظت کرتی ھیں اور انھیں سنوار کر رکھنا باعث عزت سمجھتی ھیں ۔

یہاں کے لوگ بہت صاف ستھرے رھتے ھیں دن میں دو تین بار نہاتے ھیں ۔ اگرچه عام طور سے ننگے پاؤں چلتے ھیں ۔ مگر گھر میں داخل ھونے سے پہلے

دروازے پر رکھے ہوئے مٹکے میں سے پانی لیکر پاؤں دھوتے ہیں ۔ اور باہر پڑے ہوئے بوریے سے خوب صاف اور خشک کر کے اندر جاتے ہیں ۔ نئی تہذیب نے اب انہیں بوٹ اور دوسرے طرز کی پاپوش سے آشنا کر دیا ہے ۔

غذا

خورد و نوش کے سلسلے میں یہ لوگ بہت ساده ہیں چاول اور مچھلی ان کی مرغوب غذا ہے ۔ کھانے سے پہلے نیم پختہ ناریل کھاتے ہیں ۔ یا اس کا پانی پیتے ہیں ۔ متوسط درجے یا اوپـــر کے طبقـــے کے لوگ مرغ ۔ مچھلی ۔ (خاص طـــور پر ساردین) ، خلیع (بھنا ہوا گوشت) مکھن اور مقامی شہد کھانا پسند کرتے ہیں ۔ کیلوں کی بھجیا بھی ایک لذیذ کھانا ہے یہ لوگ انگلیوں سے کھاتے ہیں ۔ صدیوں سے چمچے کا استعمال نہ تھا ۔ اب لوگ چمـچـے اور چھری کانٹنے کے استعمال سے واقف ہو گئے ہیں ۔ کھانا جلدی جـــلدی کھاتے ہیں ۔ کھانے میں بات کم کرتے ہیں اور پانی بھی نہیں پیتے ۔ وہ نہیں چاہتے کہ انہیں کوئی کھانا کھاتے دیکھے ۔ وہ پچھلے کونے میں چلے جاتے ہیں اور پردہ چھوڑ دیتے ہیں ۔ زمین پر چٹائی بچھا کر کھانا چن لیتے ہیں اور قرینے سے بیٹھ کر کھاتے ہیں اور احتیاط برتتے ہیں کہ کوئی چیز نیچے گرنے نہ پائے ۔ کھانے میں اگر مـــکھی یا گردوغبار گر پڑے تو وہ کھانا پرندوں کے آگے ڈال دیتے ہیں ۔ جوٹھـــا گندا ، یا باســـی کھانا وہ فقیروں کو بھی نہیں دیتے ۔ کسی زمانے میں لکڑی کے برتن ہوتے تھے ۔ پھر مٹی کے برتن آئے پھر دھات کے برتن استعمال ہونے لگے اب چینی اور شیشے کے برتن استعمال میں آنے لگے ہیں ۔ عـــورتیں مردوں کی محفل میں کھانا نہیں کھاتیں ۔

کھانے کے بعد ہر خاص و عام ، امیر غریب کچھ نہ کچھ پھل ضرور کھائیں گے ۔ کھانے کا وقت مقرر نہیں پینے کے لئے پانی ریت کھـــود کر نکالتے ہیں ۔ پانچ چھ فٹ تک پانی مل جـــاتا ہے ۔ جزیرہ مالے کے کنوؤں کا پانی کھارا اور بدمزہ ہے ، مقامی لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں صدیوں سے ہزار ہا مُردے دفنائے جا چکے ہیں ۔ اس لئے پانی نمکین اور بےمزہ ہو گیا ہے ۔ سلطان اور بڑے بڑے لوگ اچھا اور میٹھا پانی کورنڈو (فڈفولو) سے منگواتے ہیں ۔ بعض لوگ بارش کا پانی مشکوں اور برتنوں میں جمع کر لیتے ہیں ۔

رهائش

مکانات صـاف ستھرے ، اور کونے قائمـہ زاویہ پر بنائے جاتے ھیں ۔ عام لوگ ناریل کے تنوں اور اس کے پتوں کے جھونپڑے بنا کر رهتے ھیں ۔ یہ جھونپڑا تقریباً اٹھائیس (۲۸) فٹ لمبا بارہ (۱۲) فٹ چوڑا اور پندرہ (۱۵) فٹ اونچـا ھـوتا ھے ۔ ایسے جھونپڑوں میں ایک آدھ کھڑکی اور ایک دروازہ ھوتا ھے ورنہ اندر تاریکی ھی تاریکی ھوتی ھے ۔اب نئی روشنی آئی ھے تو لوگ ھوا دار اور روشن مکان بنانے لگے ھیں ۔

البتہ بڑے لوگوں کے محلات ان پتھروں کی سلوں سے بنائے جاتے تھے جو ساحل کے ساتھ ساتھ پانی کی تہ سے نکالی جاتی تھیں ۔ یہاں کے لوگ نسـلاً آریائی ھیں ۔ جو پرانی سنبھالی (شنگھالی) سے ملتی جلتی زبان بولتے ھـیں ۔ اور آجکل کی مقامی زبان (دیویھـی) میں ایک کثیر تعداد ایسے الفاظ کی ھے جو سنھالی سے ماخوذ ھیں ۔ اس زبان میں دس فیصد الفاظ پالی اور ایلو کے بھی ملتے ھیں ۔ گویا بدھ مت کا اثر کبھی یہاں بہت نمایاں تھا ۔ مالدیپ کے جنوبی علاقوں میں کھدائی کے دوران بودھوں کے معبدوں کے آثار جابجا ملتے ھیں ۔ بلکہ اب بھی لوگ بودھـوں کی طرح پیپل کے درخت کو مقدس سمجھتے ھیں ۔ مسجدوں میں یہ درخت لگائے جاتے ھیں ۔

عادات و خصائل

مالدیپ کے لوگ عـام طـور سے پانچ یا سوا پانچ فٹ قد کے نحیف البحثہ ، منکسر المداج پر امن ذھین اور محنتی ھیں ۔ لڑاکا اور جنگجو ھر گز نہیں ۔ مہمان نوازی اور دوست داری میں مشہور ھیں ۔ سادہ مگر منظم زندگی بسر کرتے ھیں ۔ قانون کا بہت احترام کرتے ھیں ۔ایران ، عرب اور افریقہ کے تاجروں اور آبادی کاروں کے توسط سے ان لوگوں کی رگوں میں سامی خون کی آمیزش پائی جاتی ھے ۔ کچھ لوگ مالا بار کے باشندوں سے مشابہ ھیں ۔

عام طور سے ان کے نقش تیکھے ھیں ۔ بدن کی رنگت زیتونی ھے مگر عورتوں کا رنگ صاف اورنکھرا ھـوا ھے خاص طور پر شاھی خاندان کی خواتین اپنے گورے رنگ ، سیاہ بالوں اور تیکھے نقوش اور سیاہ کشادہ آنکھوں کے اعتبار

سے یورپ کے حسن کو مات کرتی ھیں ۔ البتہ مالدیپ کے جنوبی علاقے کے لوگ مقابلۃً کرخت اور الھڑ ھیں ۔ ان کے نقش بھی بھدے ھیں ۔ رنگ سانوالہ ھے ۔ ان کی عورتیں بھی خاصی سانولی ھیں ۔ کسی زمانے میں نیم برھنہ پھرتی تھیں مگر اب وہ بھی لباس پہننے لگی ھیں ۔

تعلیم

تاریخی شواھد سے پتہ چلتا ھے کہ یہاں کے لوگ کم و بیش دو سو (۲۰۰) سال سے پڑھنا لکھنا جانتے ھیں اور اپنی دیویہی زبان میں (جو عربی کی طرح دائیں سے بائیں لکھی جاتی ھے) علوم سیکھتے رھے ھیں ۔ علم نجوم کا انھیں بہت شوق رھا ھے ۔ تعلیم کا سلسلہ مسجد سے شروع ھوتا تھا ۔ جہاں واعظ یا مؤذن (یعنی امام) یہ کام مفت سر انجام دیا کرتے تھے ۔ بلکہ عربی میں چند کتبے بارھویں صدی عیسوی کے بھی ملے ھیں ۔ یہ کتبے مالدیپ کے مقامی درخت کندو پر کندہ کیئے گئے تھے ۔ خط اور لکڑی پر کندہ کرنے کا انداز حضرت شاہ رکن عالم (ملتان) کے مزار کے کتبوں سے بہت مماثل ھے ۔ گمان غالب یہی ھے کہ لکڑی پر کندہ کرنے کا کاریگر اور خطاط ملتان ھی کی سر زمین سے لائے گئے ، پھر یہ لوگ یہی کے ھو کر رہ گئے ۔

اسلامی رحجانات

مالدیپ کے لوگوں میں دینی رحجان زیادہ ھے ۔ ایک زمانے سے یہ لوگ اسلام پر قائم ھیں اور مذھباً مالکی ھیں ۔ نماز ادا کرنا ضروری سمجھتے ھیں ۔ جو شخص نماز سے احتراز کرتا ھو اس کا مقاطعہ کرتے ھیں تاآنکہ وہ نماز کا پابند نہ ھو جائے ۔ شمار دانہ تسبیح عام ھے ۔ جمعہ کا اعلان مؤذن گھنٹی بجا کر کرتا ھے اور اذان اپنے وقت پر الگ دی جاتی ھے ۔

مالدیپ کے عوام رویت ھلال کا خاص اھتمام کرتے ھیں ۔ بالخصوص رمضان کا چاند دیکھ کر لوگ آنکھوں پر ھاتھ رکھکر دعا مانگتے ھیں ۔ پھر خوشی سے لوگ ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ھیں اور بغلگیر ھوتے ھیں ۔ چاند کی پہلی رات جشن منایا جاتا ھے ۔ گھر گھر صفائی کی جاتی ھے ۔ گلیاں کوچے آراستہ کیئے جاتے ھیں ۔ اگربتی ، لوبان عنبر اور دیگر خوشبوؤں سے محلے کی فضا معطر ھو جاتی ھے ۔ دروازوں پر صندل کے رنگ سے نقش و نگار کرتے ھیں ۔

رمضان کی پہلی رات سب مرد اور عورتیں اپنے اپنے رشتہ داروں اور احباب کے هاں مبارکباد کہنے جاتے هیں ۔ اور رات بھر ایک گھر سے دوسرے گھر آتے جاتے رهتے هیں ۔ عورتیں فجر سے پہلے گھر واپس آ جاتی هیں اور سحری کا انتظام کرتی هیں ۔

یہاں کے لوگ زکوۃ بڑے اهتمام سے تقسیم کرتے هیں ۔

یہ لوگ بت پرست تھے اور حضرت ابو البرکات یوسف ابو بری کے هاتھ پر انہوں نے اسلام قبول کیا ۔ ابن بطوطہ نے عیسی الیمنی ، معلم علی اور قاضی عبداللہ کی سند سے روایت کیا هے کہ مالدیپ کے جزیرہ مہل (مالے) هر ماہ ایک عفریت وارد هوا کرتا تھا ۔ یہاں کے باشندوں کا دستور تھا کہ عفریت کے جہاز کو دیکھتے هی ایک کنواری لڑکی کو بناؤ سنگھار کر کے ایک بت خانے میں جو سمندر کے کنارے پر تھا چھوڑ دیتے تھے ۔ جب صبح کو لوگ آتے تھے تو اسے مرا هوا پاتے تھے ۔ ایک مرتبہ یہ هوا کہ شیخ ابو البرکات البر بری کسی بڑھیا کے هاں اترے ۔ اسی اثنا میں عفریت کا جہاز مالے کی طرف بڑھتا هوا لوگوں نے دیکھ لیا اور قرعہ اندازی کی تو اسی بڑھیا کے نام قرعہ پڑا ۔ اب اسے اپنی اکلوتی بیٹی مندر میں بھیجنا پڑی اور بڑھیا رو رو کر نڈھال هو گئی ۔ شیخ ابو البرکات جب شام کو گھر تشریف لائے تو سب کو روتا دیکھ کر پریشان هوئے ۔ ترجمان کو بلا کر حال معلوم کیا . حضرت ابو البرکات نے کہا ۔ اے اماں تو نہ ڈر میں تیری بیٹی کی جگہ جاؤں گا ۔ چنانچہ اس کے اصرار پر شیخ ابو البرکات وهاں چلے گئے ۔ وہ حافظ تھے ۔ ساری رات تلاوت کلام پاک کرتے رهے ۔ عفریت ظاهر هوا مگر قرآن پاک کی تلاوت سن کر واپس چلا گیا ۔ صبح کو جب لوگ مندر میں گئے تو شیخ ابو البرکات کو زندہ پایا ۔ یہ قصہ اس وقت کے راجہ کو سنایا گیا ۔ اس نے مغربی شیخ کو اپنے راج دربار میں بلوایا ۔ شیخ نے راجہ شنورازا (شنو راجہ) کو اسلام کی دعوت دی ۔ ایک ماہ کے بعد جب عفریت کے آنے کے آثار پیدا هوئے تو شیخ صاحب پھر معبد میں جا بیٹھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رهے ۔ مگر اب کے عفریت وارد نہ هوا ۔ راجہ کو علم هوا تو اس نے بت خانہ مسمار کروا یا اور نہ صرف خود اسلام قبول کر لیا بلکہ تمام باشندوں کو اس نے اسلام کی دعوت دی ۔ شیخ ابو البرکات کے سبب یہاں کے باشندے

حضـرت امام مالک کے مذھب (مالکی) سے منسلک ھو گئے ۔ ایک مسجد اب تک موجود ھے جسکی محراب پر یہ کتبہ کندہ ھے کہ سلطان احمد شنو (راجہ) حضرت ابو البرکات یوسف المغربی کے ھاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ھوا ۔

تاریخی پس منظر

زمانہ قدیم سے عرب اور ایرانی تاجر اور جہاز ران اس سمندر میں آتے جاتے رھے بطلمیوس نے Dina کا ذکر کیا ھے اور کہا ھے کہ یہ مجمع الجزائر تیرہ سو اٹھتر (۱۳۷۸) ٹاپوؤں پر مشتمل ھے ۔ اس کے بعد Casmas (سنہ ۳۳۵ ع) نے بھی ان جزیروں کا مختصر سا حال بیان کیا ھے ۔ مشہور عرب مؤرخ احمد بن یحییٰ البلاذری نے لکھا ھے کہ حجاج بن یوسف کے زمانہ ولایت میں جزیرہ یاقوت (مالدیپ) کے راجہ نے تقرب حاصل کرنے کی خاطر والی عراق کو اپنے ملک کی مسلمان عورتوں کو ایک کشتی میں سوار کر کے عراق بھجوایا ۔ یہ عورتیں عرب تاجروں کی اولاد تھیں اور مالدیپ میں پیدا ھوئی تھیں ۔ دیبل کے قریب قذاقوں کی ایک جمـاعت نے کشتی پر حمـلہ کر دیا اور عورتوں کو پکڑ لیا ۔ ایک عورت بنو یربوع سے تعـلق رکھتی تھی اس نے حجاج کی دھائی دی ۔ یہ خبر حجاج کو پہنچی ۔ اس نے « یا لبیک » کہہ کر سندھ کے راجہ داھر کو لکھا کہ ان عورتوں کی رستگاری کی سبیل کرے ۔ داھر نے جواب دیا کہ انھیں قذاقوں نے پکڑا ھے اور وہ پھر میری دسترس سے باھر ھیں ۔ حجاج نے عبیداللہ بن بنھان کو داھر کی سرکوبی کیلئے بھیجا ۔ مگر یہ مہم ناکام رھی ۔ پھر بدیل بن طہبقہ البجلی کو بھیجا ۔ یہ مہم بھی کامرانی سے ھمکنار نہ ھوئی پھر محمد بن قاسم نے بدلہ لیا . . . . البلاذری لکھتا ھے کہ اس جزیرہ کی عورتوں کو حسن کی بنا پر جزیرہ یاقوت کہتے ھیں ۔

المسعودی نے اپنی کتاب مروج الذھب میں ان جزائر کا ذکر کیا ھے ۔ کہ یہاں کے لوگ بت پرست ھیں ۔ (دراصل یہاں بدھا کی مورتیاں جـابجا معبدوں میں موجـود دیکھ کر عرب یہی خیال کرتے رھے . کہ یہ لوگ بت پرست ھیں) المسعودی لکھتا ھے کہ عنان حـکومت ایک عورت کے ھاتھ میں ھے ۔ یہاں کے باشندے امن پسند نہیں صنعت و حرفت میں ماھر ھیں ۔ کوڑیوں کو سکہ کے طور پر استعمال کرتے ھیں ۔

ابو الحسن الجرجانی (صاحب مجمل التواریخ) ان جزیروں کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ھے اول ناریل کی رسی کے جزیرے ، دوم کوڑیوں کے جزیرے ۔

ابو ریحان البیرونی (المتوفی ۴۳۳ ھ ۔ ۱۰۴۰ ھ) نے بھی مالدیپ کے جزائر کا ذکر کیا ھے اور کہا ھے کہ یہاں کے لوگ کوڑیاں جمع کرتے ھیں ۔ ناریل کے پتوں کو سمندر کی سطح پر ڈال دیتے ھیں ۔ گھونگے اور سیپ کے کیڑے ان پتوں پر آ کر بیٹھ جاتے ھیں ۔ یہ لوگ انھیں باھر کھینچ لاتے ھیں اور کوڑیاں اکٹھی کر لیتے ھیں ۔ اس نے یہ بھی لکھا ھے کہ یہاں کے باشندے ناریل کے ریشوں سے مضبوط اور پائیدار قسم کی رسیاں بٹتے ھیں ۔ البیرونی نے بھی ان جزیروں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ھے ۔ ناریل کی رسی کے جزیرے اور کوڑیوں کے جزیرے ۔

الادریسی نے لکھا ھے کہ ان جزائر کے رھنے والے آزاد اور خوشحال زندگی بسر کرتے ھیں ۔ ایک ملکہ یہاں راج کرتی ھے جو منصف مزاج ھے اور اپنی رعایا کی بہبود کا خیال رکھتی ھے ۔

مار کو پولو نے بھی اس علاقے کا ذکر کیا ھے وہ ۱۲۲۱ ء میں ادھر سے گذرا ، وہ لکھتا ھے کہ یہاں کا سلطان بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) جزیروں اور تیرہ (۱۳) اقلیم کا مالک ھے ۔

مالدیپ کا پہلا راجہ جس کا نام تاریخ میں محفوظ ھے " تیموگی مہا کلمنجا " ھے ، جو بعد میں محمد العادل (۵۳۵ ھ ۔ ۱۱۴۱ ء ۔ ۵۶۱ ھ ۔ ۱۱۶۶ ء) کہلایا ۔ کہتے ھیں کہ کوئی مالا نامی ایک راجکمار جس کا لنکا کے راجہ کی بیٹی سے بیاہ ہوا تھا ۔ ایک بار سمندری سفر پر نکلا اور اٹول " را " کے ایک جزیرے " راسگے تیمو " پر آن اترا ۔ یہاں کے باشندوں نے اس کے ماتھے میں جاہ و جلال کے آثار دیکھے ۔ انھوں نے اسکی بہت آؤ بھگت کی ۔ اسے اپنا راجہ بنا کر رکھ لیا ۔ اس راجکمار کے ھاں ایک ہونہار بچہ پیدا ہوا جس کا نام " کلمنجا رکھا ۔ اس نے بڑے ہو کر تیرہ (۱۳) سال تک حکومت کی ۔ یہ پہلے بدھ مت سے منسلک تھا ۔ مگر شیخ ابو البرکات یوسف البر بری کی کرامات دیکھ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا ۔ اور اس کی ترغیب پر اس کی رعایا بھی مسلمان ہو گئی ۔

یہ یتمو مہا کلمنجا (محمد العادل) " شنورازا " (یاشنو راجہ) کے لقب سے بھی معروف ھے ۔ ۵۴۸ ھ ۔ ۱۱۵۳ ء میں شیخ ابو البرکات یوسف البر بری جن کا

ذکر هم پہلے کر آئے هیں اس ملک میں وارد هوئے انهوں نے یہاں ایک عفریت کا مقابلہ کیا اور یہاں کے باشـــندوں کو اسلام کی دعوت دی ۔ اسی سال یہ راجہ بهی مســـصان هو گیا ۔ اس کے خانوادے کے کم و بیش ستر (۷۰) افراد نے یکے بعد دیگرے تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) سال تک حکومت کی اور بڑی حکمت عملی اور جانفشانی سے اپنی ریاست کی آزادی کو قائم رکھا ۔ هم یہاں کے مشہور اور اهم راجاؤں کا حال بیان کرتے هیں :

محمد العادل کے بعد سلطان محمد بن عبداللہ (۵۴۸ هـ ۔ ۱۱۵۳ ء) ۔ ۵۸۰ هـ ۔ ۱۱۶۶) بر سر اقتدار آیا ۔ اس کے دور میں یہاں جابجا مسجدیں تعمیر هوئیں ۔ اسلامی فقــه رائج هوئی ۔ اس کے بیٹوں پوتوں میں سے پندرہ (۱۵) شہزادے ۱۳۲ سال تک حکومت کرتے رهے ۔

پهر ملکہ « رهندی کباد کلاغہ » المعروفہ بخدیجہ (۷۴۳ هـ ۔ ۱۳۴۲ ء ۔ ۷۶۴ هـ ۔ ۱۳۶۳ ء) نے عنان سلطنت اپنے هاتھ میں لی ۔ ملکہ فدیجہ اور اس کا خاوند سلطان عبداللہ باری باری حـــکومت کرتے رهے ۔ سلطانہ خدیجہ نہایت زیرک اور هوشمند حـــکمران تهی ۔ ابن بطوطہ اسی کے زمانے میں یہاں آیا ۔ ۷۴۴ ۔ ۷۴۵ هـ ۔ ۱۳۴۳ ۔ ۱۳۴۴ ء مـیں ابن بطوطہ کا گزر هوا ، اس نے مالدیپ کے حالات اور اپنے قیـــام کے بارے میں خاص مفید اور دلچسپ تفصیلات مہیا کی هیں ۔ اس کے زمانے میں مالدیپ کے باشندے دو ســـو (ســـال) سے مسلمان هو چکے تهے ۔ عربی اور فارسی جاننے اور بولنے والے اس سر زمین پر موجود تهے ۔ ایک کینز جس کا نام گل بستان تها ۔ فارسی میں بات چیت کر لیتی تهی ۔ مالدیپ کے لوگوں کی زبان نہ جانتے هوئے بهی ابن بطوطہ یہاں کے لـــوگـوں میں گل مل گیا ۔ اپنے قیام کے دوران اس نے ایک وزیر کی بیٹی سے نکاح کیا ۔ پهر اس نے دو تین اور خانوادوں سے بهی رشتہ مصاوهت قائم کیا ۔ اور کچھ عرصہ کیلئے قاضی (فند یارلی) کے جلیل القدر عهدے پر فائز رها ۔ اپنے زمانہ قضاء میں اس نے اسلامی شعار کی ترویج کیلئے کافی جتن کیئے ۔ اور مثلاً عورتوں کو سینہ ڈهانپنے اور مکمل لباس پہننے کا حکم دیـا (مگـر وہ پوری طـرح کامیاب نہ هو سکا) یہاں ایک دستور یہ بهی تها کہ طـــلاق کے بعد بهی عـورت اپنے پہلے خاوند کے گهر میں اس وقت تک رہ ســـکتی تهـی جبتک کـــوئی دوسرا مرد اس سے نکاح نہ کر

لے ۔ ابن بطوطه نے ایسے پچیس (۲۵) ملزم طلب کئے ، انھیں درے لگائے اور عورتوں کو ان کے گھروں سے نکلوا دیا ۔ ابن بطوطه نے اماموں اور مؤذلوں کی تنخواهیں مقرر کیں ۔ اس نے یه بھی اهتمام کیا که جمعه کی اذان کے بعد اگر کوئی شخص گلی یا کوچوں میں ملے تو اسے پکڑ لیا جائے ۔

ابن بطوطه بتاتا هے که مالدیپ میں تیره (۱۳) اٹول هیں ۔ جنھیں وه « اقلم کے نام سے ذکر کرتا هے ۔ هر چالیس (۴۰) آدمیوں پر ایک کاتب مقرر تها جو تسجیل نکاح کا کام بھی کرتا تها ۔ یه نظام اب مفقود هے ۔ اور هر اقلیم (اٹول) کا ایک الگ مختار (اتولو وری) هوتا تها جو مالیه جمع کرتا تها ۔ هر جزیرے یا گاؤں کا ایک نمبردار (دهر ورلی) انتظامی امور میں سلطان کی مدد کرتا تها ۔ مالدیپ کی طرح آچن میں بھی عورتیں حکمران رهی هیں اور جانداد میں مردوں کے برابر عورتیں حصه دار رهی هیں ۔

آگے چل کر سلطان « علی » (۹۱۹ هـ ۔ ۱۵۱۲ ۔ ۱۵۱۳ ء) نے کم و بیش ایک سال حکومت کی ۔ اس کا نام تاریخ میں « کالو محمد راسجی فانو » بیان کیا جاتا هے ۔ وه مسلمان تها اور اس نے اسلام کی خدمت میں کوئی دقیقه فروگذاشت نه کیا ۔

مگر سلطان حسن (نہم) جس نے دو سال حکومت کی (۹۵۷ هـ ۔ ۱۵۵۰ ء ۔ ۹۵۹ هـ ۔ ۱۵۵۲ ء) تخت نشینی کے تهوڑی دیر بعد اس نے اسلام ترک کر دیا اور مسیحیت اختیار کر لی ۔ یہاں کے باشندوں نے اسے گوارا نه کیا اور اسے ملک بدر کر دیا ۔ وه کوه چین سے هوتا هوا « گوا » جا پہنچا اور پرتگالیوں سے ساز باز کر کے مالدیپ پر حمله آور هوا ۔ مگر اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے بےشمار ساتھی مارے گئے ۔

پھر جب ۹۶۵ هـ ۔ ۱۵۵۸ سے ۱۵۵۹ ء میں سلطان « علی » (ششم) سریر آرائے سلطنت هوا تو اس کے دور میں پرتگالیوں نے بڑے پیمانے پر یورش کی ۔ سلطان علی ایک معرکے میں شهید هو گیا اور پرتگالیوں نے مالدیپ پر قبضه کر لیا جو تقریباً ستره (۱۷) برس تک رها ۔ اس عرصے میں پرتگالیوں نے مسیحیت کا پرچار شروع کر دیا ۔ پرتگالیوں کو مدد دینے والی غدار شخصیت «اندرا آندری » تها ۔ ان حالات میں اپنے ملک کو آزاد کرانے کیلئے

نوجـوانوں کی ایک تحریک نے جنم لیا ـ یہ لوگ گـوریلا جنگ سے پرتگالیوں کو هراسـاں کرتے رهے ـ اور انهیں چین سے بیٹھنے نہ دیا ـ بالآخر مالدیپ کے باشندوں نے محمـد تکـر فاتو نے (یا تھا کر فاتو) کی سر براهی مـیں پرتگالیوں کو مار کر نکال باهر کیا ـ آغاز کار میں محمـد تکـر فاتو نے عنان حکومت سنبھالنے سے گریز کیا ـ اس کا خیال تھا کہ اگر سلطان زندہ هے تو اسے دوبارہ تخت پر بٹھایا جائے ـ مـگر جب سـلطان کی خیریت کی کوئی خبر نہ ملی تو ناچار اس نے امور سلطنت کو اپنے هاتھ میں لے لیا ـ محمـد تکـر فاتو نے (جوالاعظم The great کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا هے) بارہ (۱۲) سال تک (۹۱۱ هـ ـ ۱۵۷۳ ۹۹۳ هـ ـ ۱۵۸۵ ء) حکومت کی محمد تکـر فانو نے بچوں کی تعلیم و تربیت کا اهتمام کیا ، سکول اور مدرسے قائم کیئے ـ اس کے دور میں اسـتاذ شیخ محمد جمال الدین نے علوم اسلامیہ کی بہت خدمت کی .

اس کے بعد سلطان ابراهیم (ثالث) تخت نشین هوا ـ اس کے دور حکومت میں مالابار کی فوج نے مالدیپ پر چڑھائی کر دی ـ مگر مالدیپ کے باشندوں نے پامردی سے مقابلہ کیا ـ

۱۸ مئی ۱۶۰۱ ء کو " سنیٹ مـالو ایک فـرانیسی جہاز ران پری آرڈ (pyrard) اپنے جہـاز " کوربین کے لیکر روانہ هوا اور سمندروں کا چکر کاٹتا هوا یہ جہـاز ۲ ـ جولائی ۱۶۰۲ ء کو ایک اٹول " یا " کے جزیرے " گوائے دهو " کے ساحل سے ٹکرا کر تباہ هو گیا ـ اس حادثے میں چار آدمی بچے جن میں سے پری آرڈ بھی تھا ـ سلطان وقت (ابراهیم بن محمد شـوال ۱۰۱۵ هـ ـ فروری ۱۶۰۷ ء میں قتل کر دیا گیا تھا ـ) کے حـکم سے حراست میں لے لیا گیا ـ وہ فروری ۱۶۰۷ ء تک قید میں رها مگر وہ ادهر ادهر گھوم پھر سکتا تھا ـ اپنے قیام کے دوران اس نے یہاں کی مقامی بول سیکھ لی ـ اس نے مالدیپ کے باشندوں کے رهن سہن ـ عادات و اطوار ـ ان کی تہذیب اور طرز تمدن پر مفصل کتاب لکھی هے ایک بار پری آرڈ سخت بیمار پڑ گیا ـ سلطان کی طرف سے سال بھر اس کا علاج هوتا رها ـ سلطان اور ملکہ اس کی عبادت اور مزاج پرسی کیلئے آتے جاتے تھے ـ

۱۰۲۹ هـ ـ ۱۶۲۰ ء میں سلطان محمد جمال الدین (بلکہ محمد عماد الدین

بن أمينة بنت مريم بنت علی » جو تکر فانو الاعظم کا بھائی تھا) تخت پر بیٹھا ۔ اور ١٠٥٨ ھ ۔ ١٨٣٨ ء تک حکومت کی اس کا دور سلطنت کیلئے بہت پر آشوب تھا پرتگالیوں نے پے درپے حملے کئے ۔ « سامیه پاشانا » نے بھی بغاوت کی ۔ اسے گرفتار کر لیا گیا ۔ کسی دوسرے جزیرے میں جلاوطن کر کے محبوس کر دیا گیا ۔ بہرحال مالدیپ پر پرتگالیوں کا قبضہ نہ ہو سکا ۔

اس کے بعد سلطان ابراهیم اسکندر (١٠٥٨ ھ ۔ ١٦٣٨ ء ۔ ١٠٩٨

اس کے بعد سلطان ابراهیم اسکندر (١٠٥٨ ھ ۔ ١٦٣٨ ء ۔ ١٠٩٨ ھ ۔ ١٦٨١ ء) نے اقتدار سنبھالا اس نے دفاع کو مضبوط کیا ۔ اس کے طویل عہد سلطنت میں اگرچہ پرتگالیوں اور مالاباریوں نے بار بار مالدیپ پر فوج کشی مگر اسکندر نے اسے ہر بار مار بھگایا ۔ اسکندر بڑا رحمدل اور دانا سلطان تھا ۔ اس نے ٹیکس اور جمرک معاف کر دیے ۔ جس سے یہاں کی تجارت کو بہت فروغ حاصل ہوا ۔ ملک میں فلاح و بہبود کا دور دورہ ہوا ۔ اسکندر نے تعلیم اور خصوصاً دینی تعلیم کو خوب پھیلایا ۔ مالے کی جامع (هکورومسکی) یعنی جمعه مسجد) اسی کی یاد گار عمارت ہے ۔

١١٣٩ ھ ۔ ١٧٢٦ ء میں سلطان اسکندر (ثانی) بن محمد عماد الدین

١١٣٩ ھ ۔ ١٧٢٦ ء میں سلطان اسکندر (ثانی) بن محمد عماد الدین (المتوفی ١١٦٣ ھ ۔ ١٧٥٠ ء) نے حسن تاج الدین کو مالدیپ کی تاریخ مرتب کرنے پر مأمور کیا ۔ حسن تاج الدین نے دراصل ابن بطوطه اور پری آرڈ کے چھوڑے ہونے مواد ہی سے استفادہ کیا ۔ مگر اس نے بعض واقعات گڈ مڈ کر دیئے ۔

اس کے بعد سلطان (محمد) مکرم امام الدین (یا عماد الدین بن محمد

اس کے بعد سلطان (محمد) مکرم امام الدین (یا عماد الدین بن محمد عماد الدین ١١٦٣ ھ ۔ ١٧٥٠ ١١٧٣ ھ ۔ ١٧٥٧ ء) تخت نشین ہوا ۔ ١١٦٧ ھ ۔ ١٧٥٣ ء میں مالا باریوں نے بڑے زور کا حملہ کیا ۔ انھوں نے مالے میں شاھی محل کو آگ لگادی اور شہر کا ایک بڑا حصہ نذر آتش کر دیا ۔ یہاں کے باشندے پریشانی کے عالم میں جان بچاتے پھرے مالاباریوں نے اپنا تسلط جما لیا اور چار

ماہ بیٹھے رہے ۔ اسی اثنا میں ایک رات " حسن مانیکو فانو " نے بھر پور جوابی حملہ کیا ۔ مالاباریوں کی کشتیاں جلا دیں اور جہاں جہاں مالا باری نظر آئے انھیں تہ تیغ کر دیا ۔ حسن مانیکو فانو کو تخت و تاج سنبھالنے کی دعوت دی گئی مگر اس نے قبول نہ کیا ۔ مال باریوں نے ایک بار پھر یورش کی مگر حسن ماینکو نے انھیں شکست فاش دی ۔ یہی حسن بعد کو غازی حسن عزالدین (١١٧٣ ھ ۔ ١٧٥٩ ء ۔ 1185 ھ ۔ ١٧٦٧ ء) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ اس نے سات سال حکومت کی ۔

بیل (H.C. P. Bell) آئی سی ایس ، جو لنکا میں آثار قدیمہ کا کمشنر تھا ١٨٨٣ ء میں مالدیپ آیا ۔ اس نے تمام جزائر کا جائزہ لیا ۔ مالدیپ کے احوال و کوائف جو بیل نے مرتب کیے ہیں وہ بہت مفصل اور نہایت معتبر شمار ہوتے ہیں ۔ اس نے مالدیپ کی تاریخ از سر نو مرتب کی (ہم پروفیسر ڈنلپ کے بہت ممنون ہیں ۔ انہوں نے بڑی کاوش سے بیل کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مقالات اور مواد سے ہمیں اہم اور مفید مطلب اقتباسات فراہم کئے ہیں) بیل نے ١٩٢١ ء اور ١٩٢٢ء میں مالدیپ کا پھر دورہ کیا اور نئی معلومات جمع کیں ۔

اس دور کا ایک نوجوان سیاست دان اور شاعر أمین دیدی (جو شاہی خانوادے سے تعلق رکھتا ہے) مالدیپ کے باسیوں کا بطل عظیم شمار ہوتا ہے ۔ اس نے ١٩٦١ ء سے ١٩٥٣ ء تک قدیم مآخذ کی چھان بین کے بعد دویہی زبان میں مالدیپ کی تاریخ پر دو کتابیں مرتب کیں جو یہاں کے ہائی سکولوں میں نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں ۔

مالدیپ کے باشندوں کو پرتگالیوں اور مالاباریوں سے ہمیشہ خدشہ رہا ہے ۔ اس لئے یہ لوگ ان سے خائف رہے ، اور سیاسی ، تجارتی اور ثقافتی مراسم پیدا نہ کیے ۔ البتہ سری لنکا کے ساتھ ان کے روابط دوستانہ رہے ہیں ۔ اس لئے تجارت کا سلسلہ صرف سری لنکا ہی سے قائم رہا ہے ۔ جہاں سے یہ اپنی مرغوب غذا چاول منگواتے ہیں اور اس کے عوض یہاں کی مچھلیاں خاص طور پر " بونیٹو " اور " تونا " ان کے ہاں فروخت کرتے ہیں ۔ بہرحال مالدیپ کے رہنے والوں نے باقی دنیا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ چودھویں صدی ہجری کے آغاز

میں جب یورپ اور مشرق بعید کی بڑی بڑی طاقتوں نے ہر جگہ اپنا نفوذ قائم کرنا شروع کیا تو مالدیپ کے باشندوں کو ہر طرف سے خطرہ امڈتا نظر آیا ۔ اپنے ملک کی سالمیت اور آزادی کو برقرار رکھنے کیلئے انہوں نے فـراست سے کام لیا اور اپنے ملک کو اس وقت کی سب سے بڑی اور مضبوط طاقت برطانیہ کی حمایت میں چلے جانے کا فیصلہ کیا ۔ چنانچہ یکم رجب ١٣٠٥ ھ ، ١٦ دسمبر ١٨٨٧ ء کو سلطان محمد معین الدین (ثانی) نے انگریزوں سے ایک معاهدہ کر لیا ۔ اس معاهدے پر سری لنکا کے گورنر سر ایچ اے گورڈن نے برطانوی حکومت کی طرف سے دستخط کیے ۔ دوسری طرف سے سلطان محمد معین الدین نے دستخط ثبت کئے ۔ اس طرح مالدیپ کو اپنی دفاع کی ضمانت مل گئی ۔ برطانیہ کو دارالحکومت مالے میں کبھی عمل دخل کی ضرورت پیش نہیں آئی ۔

دسمبر ١٩٥٦ء میں برطانیہ نے مالدیپ سے ایک اور معاهدہ کیا جس کی رو سے جزیرہ " گان " میں برطانوی ہوائی اڈہ قائم کرنے کی اجازت دے دی گئی ۔ برطانیہ نے " گان " کے باشندوں کی آباد کاری کی ذمہ داری بھی قبول کرلی ۔ ۔ ٢٦ جولائی ١٩٦٥ء کے معاهدہ کی رو سے برطانیہ نے مالدیپ کو خود مختار اور آزاد ریاست تسلیم کر لیا ۔ چنانچہ مارچ ١٩٧٦ء میں برطانیہ نے یہ جزیرہ " گان " خالی کر دیا ۔ ١٩٦٥ء ہی سے مالدیپ " اقوام متحدہ " کا رکن بن گیا ۔ ١٩٦٨ء میں مالدیپ کو جمہوری نظام دے دیا گیا ۔ مأمون عبدالقیوم کو عام انتخاب کے ذریعہ پہلا صدر چنا گیا ، اب تک ہر مرتبہ مذکورہ صدر ہی منتخب ہو رہا ہے ۔ مالدیپ اب غیر وابستہ تحریک کا بھی ممبر بن چکا ہے ۔

مالدیپ ـــ ترقی کی راہ پر

١٩٥٨ء سے مالدیپ میں بخاریہ (بھاپ سے چلنے والے جہاز) کا اجراء ہوا ہے ۔ مگر گہرے پانی کی کوئی بھی بندرگاہ نہیں ہے ۔ بار برداری اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک مسافروں اور مال و متاع کو لے جانے کا اچھا انتظام ہو گیا ہے ۔ سیاحت کا شعبہ بھی کھول دیا گیا ہے ۔ ١٩٧٢ء سے شائقین آنے لگے ہیں ۔ ۔ ان کی تفریح کا انتظام بھی کیا جاتا ہے ۔ ہوٹل ، ریستوران اور کینٹین بھی جابجا کھول دیئے گئے ہیں ۔

گھریلو صنعتیں بھی خاصا زرمبادلہ حاصل کر لیتی ہیں ۔ مثلاً صف بافی ،

ھاتھ کے بنے ھوئے کپڑے ، زیورات ، ریشمی سامان وغیرہ ۔ یہاں پر لاکھ کے رنگوں کا کام نہایت عمدہ ھوتا ہے۔ یہ لکڑی پر خراد کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ چٹائیاں جو ایک خاص گھاس " ھا " سے بنی جاتی ھیں ، بہت عمدہ اور خوبصورت ھوتی ھیں ۔ کچھ لوگ چٹائیوں کے ساتھ ساتھ ٹوکریاں بھی بنتے ھیں ۔

یہاں کی مقامی زبان دویہی ہے۔ جو دراصل سنبھالی زبان کا ایک لہجہ ہے اس زبان پر اسلام کا اثر گہرا ہے۔ بے شمار عربی الفاظ بتغییر یسیر اس زبان میں داخل ھو چکے ھیں ۔۔

عام طور سے لوگ جملوں میں اللہ اور اللہ کی صفات کا ذکر اکثر کرتے ھیں رهتے ھیں ۔ اور کم و بیش بہت سے لوگ عربی بآسانی پڑھ لیتے ھیں ۔۔ قرآن کریم کی قرأت کا بطور خاص اهتمام ہے۔ لوگ مولود شریف کے قائل ھیں اور اس سلسلے میں محفلیں منعقد کی جاتی ھیں ۔ روشنی اور خوشبوؤں کا اهتمام کیا جاتا ہے۔ اور ایسے موقعوں پر کھانا اور مشروبات تقسیم کیے جاتے ھیں ۔

لوگ کچھ کچھ ضعیف الاعتقاد بھی ھیں ۔ توهم پرستی کے آثار ملتے ھیں ۔ مثلاً یہ کہ جمعرات کو شام کے وقت یہاں کے باشندے کسی کو کوئی چیز ادھار نہیں دیتے ۔ مچھلی کے شکار پر جانے والوں کو السلام علیکم نہیں کہا جاتا ۔ یہ شگون اچھا نہیں ، اسی طرح سفر پر جانے والے کو کوئی ھاتھ نہیں لگاتا . کرسی یا چارپائی پر بیٹھ کر ٹانگیں ھلانا برا شگون سمجھا جاتا ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق اگر کسی روزہ دار کو چوٹ لگ جائے اور کچھ خون بہ جائے تو روزہ ٹوٹ گیا ۔ بیماریوں کا علاج تعویذ گنڈے سے کرتے ھیں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

اب بجلی (الیکٹرک سٹی) کا انتظام ھو چکا ہے۔ سڑکیں بن چکی ھیں ۔ وائرلیس ، ٹیلیفون ، ریڈیو ، ٹی وی ، اخبارات ، ، اور چھاپہ خانے کافی کچھ سہولتیں اور آسائشیں مہیا ھو چکی ھیں مگر لوگ ابھی تک افلاس کی زندگی بسر کرتے ھیں ۔ پھر بھی یہ لوگ صابر اور قناعت پسند ھیں ۔ اور کبھی کبھی کہہ دیتے ھیں کہ ھم محنت کرکے چیزیں لاتے ھیں ۔ اور اجنبی لوگ ھمیں یونہی لوٹ کر لے جاتے ھیں ۔ یہاں روپیہ چلتا ہے ، جو قیمت میں پاکستانی اٹھنی کے برابر ہے مگر اب مالدیپ کے سکے کی قیمت سات روپے پچاس پیسے ایک یو۔

ایس ڈالر کے برابر ہے۔

جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے۔ عام دفاتر آٹھ نو بجے سے بارہ ایک بجے تک کھلتے ہیں۔ سٹیٹ بنک آف انڈیا اور حبیب بنک آف پاکستان کام کرتے ہیں۔ اس وقت پاکستان ، انڈیا ، لیبیا ، سری لنکا اور عراق کے سفارت خانے مالدیپ میں مصروف کار ہیں۔

اقالیم مالدیپ (اٹول مالدیپ)

اقلیم	جزیرہ انتظامیہ	فاصلہ
۱ ۔ " ہا " الف	ددھو	۳۳۰ کیلومیٹر
۲ ۔ " ھل " دال	نولیورن فرؤ	۳۸۵ کیلومیٹر
۳ ۔ " شادیانی "	فرؤ کولو منھو	۱۹۵ کیلومیٹر
۴ ۔ " نون "	منادھو	۱۸۵ کیلومیٹر
۵ ۔ " را "	اگو فارو	۱۳۵ کیلومیٹر
٦ ۔ " با "	آلڈھا فری	۱۳۵ کیلومیٹر
۷ ۔ " لاویانی "	ناءفرو	۱۳۵ کیلومیٹر
۸ ۔ " کاف "	مالے ۔ ھلولہ	مالے
۹ ۔ " الف "	ماھی بدھو	۷۵ کیلومیٹر
۱۰ ۔ " واؤ "	فلیدو	۷۵ کیلومیٹر
۱۱ ۔ " میم "	مولی	۱۳۵ کیلومیٹر
۱۲ ۔ " فا "	مگدھو	۱۲۵ کیلومیٹر
۱۳ ۔ " دال "	کداھودو	۱٦۵ کیلومیٹر
۱۴ ۔ " تا "	ومندو	۱۹۵ کیلومیٹر
۱۵ ۔ " لام "	ھتا دو	۲۳۰ کیلومیٹر
۱٦ ۔ " گاف " الف	ولینگلی	۲۲۰ کیلومیٹر

١٧ ـ „ گاف „ الف	هور تینادو	٣٢٠ کیلومیٹر
١٨ ـ „ تاویانی„	ملاکر	٣٩٥ کلیومیٹر
١٩ ـ „ سینو „	هتادو	٥٢٥ کیلومیٹر
١٣ ـ „ تا „	ومندو	١٩٥ کیلومیٹر

مــآخــذ

(١) ـ بطلمیوس (GEOGRAPHIA . انٹورپ ، ١٦٢٣ .

(٢) ـ احمد بن یحیی البلاذری : فتوح البلدان ، قاهره ١٩٠١ .

(٣) ـ المسعودی : مروج الذهب (طبع پیرس).

(۴) ـ البوالحسن الجرجانی : مجمل التواریخ .

(٥) ابوریحان البیرونی : کتاب الهند

(٦) ـ ابن بطوطه : الرحلة ، بیروت ١٩٣٧

(٧) ـ پری آرڈ : Voyage ، لندن ١٨٨٧ ـ ١٨٩٠ .

(٨) ـ ڈارون : Structure and Distribution of Coralreep ، لندن ١٨٣٢

(٩) ـ بیل (H .C . P. Bell) Report on Maldives , 1940 . ١٩٣٠ .

(١٠) ـ انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا ، (١٥ واں ایڈیشن)

(١١) ـ انسائیکلوپیڈیا امیریکانا ، ١٩٦١ ـ

(١٢) ـ کولیئرز انسائیکلوپیڈیا (طبع میکملن ـ لندن ـ نیویارک) ـ

(١٣) ـ ناصره اقبال : مالدیپ (پاکستان ٹائمز لاهور ، ٢٥ فروری ١٩٨٣ ء)

(١۴) ـ غالب لطیف : Republic of Mldives (پاکستان ٹائمز لاهور ، ١٣ نومبر ١٩٨١ ء

(١٥) ـ غالب لطیف : مشرق کا وینس (نوائے وقت، لاهور ، ٦ نومبر ١٩٨١)

(١٦) ـ آدم مانیکو وغیره : Discover of Mldives ، مالدیپ ١٩٧٧ء